بیسی تاخیر سے جمع کروانے پر جرمانہ لینے کی شرط رکھنا کیسا؟

ریفرینس نمبر:IEC-701 تاریخ:22-08-2025

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید اپنے پاس کمیٹی ڈالنا چاہتا ہے، اس نے ممبران کو وقت پر قسط دینے کا پابند بنانے کے لیے تحریری طور پر یہ شرط رکھی ہے کہ اگر کوئی ممبر مقررہ تاریخ (مثلاً بیس تاریخ) کے بعد اپنی قسط ادا کرے گا تو اسے ہر دن کے حساب سے دو سو روپے جرمانہ دینا ہو گا، تمام ممبران کو اس تحریر پر دستخط بھی کرنے ہوں گے۔ البتہ زید کی نیت یہ ہے کہ وہ حقیقت میں کسی سے جرمانہ نہیں لے گا بلکہ یہ شرط محض ممبران کو وقت پر کمیٹی کی قسط ادا کرنے کی ترغیب دینے کے لیے لگائی گئی ہے۔ کیا اس طرح کی شرط لگانا جبکہ جرمانہ لینے کا کوئی ارادہ نہ ہو شرعاً جائز ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کمیٹی ممبران پر تاخیر سے کمیٹی جمع کروانے کی صورت میں اضافی رقم کی شرط لگانا، جائز نہیں اگرچہ زید کی نیت اضافی رقم لینے کی نہ ہو۔

اس مسئلہ کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ کمیٹی کی رقم جمع کروانے والے کی دو صورتیں بنتی ہیں:

(1) ایک صورت یہ ہے کہ اس کی کمیٹی نکلی نہیں ہے، ایسی صورت میں تاخیر سے جمع کروانے پر اضافی رقم کی شرط مالی جرمانہ ہے جو کہ ناجائز و حرام ہے۔

(2) دوسری صورت یہ ہے کہ اس نے کچھ کمیٹیاں بھریں اور کمیٹی نکل آئی، ایسی صورت میں اس کو جمع شدہ رقم سے زائد جو رقم ملی وہ اس پر قرض ہے، اب یہ جو قسطیں ادا کر رہا ہے، وہ اپنا قرض اتار رہا ہے، ایسی صورت میں تاخیر سے کمیٹی جمع کروانے پر اضافی پیسے لینے کی شرط سود ہے کہ یہ قرض پر مشروط اضافی نفع لینا ہے اور سود حرام و گناہ ہے۔

کمیٹی کی قسط تاخیر سے جمع کروانے والے پر اضافی رقم کی شرط لگانے کی صورت میں سود اور مالی جرمانہ دونوں کا احتمال موجود ہے اور دونوں غیر شرعی عمل ہیں۔ لہٰذا زید کا اس طرح کی شرط لگانا اور باقی افراد کا اس غیر شرعی کام پر رضامندی ظاہر کرنا حرام فعل ہے اگرچہ زید کی نیت اضافی رقم وصول کرنے کی نہ ہو۔

کمیٹی جمع کرنے والے کا قسط کی ادائیگی میں تاخیر پر اضافی پیسے لینا سود ہے چنانچہ مبسوط میں ہے: ”مقابلة الأجل بالدراھم ربا، ألا ترى أن فی الدین الحال لو زاده فی المال لیؤجله لم یجز“ یعنی: مدت کے مقابلے میں دراہم لینا سود ہے، کیا تو نہیں دیکھتا کہ جس قرض کی ادائیگی کی مدت پوری ہو چکی ہو، اس میں اگر مدیون نے مال میں زیادتی کر دی تاکہ دائن اسے ادائیگی کی مزید مہلت دے دے تو یہ جائز نہیں ہے۔ (المبسوط، جلد13، صفحہ126، مطبوعہ بیروت)

النتف فی الفتاویٰ میں ہے: ”ان یبیع رجلا متاعا بالنسیئة فلما حل الاجل طالبه رب الدین فقال المدیون زدنی فی الاجل ازدک فی الدراھم ففعل فان ذلک ربا“ یعنی: کسی شخص کو ادھار سامان بیچا، جب ادھار کی مدت پوری ہو گئی اور دائن نے مدیون سے دَین کا مطالبہ کیا تو مدیون نے کہا کہ مجھے مزید مہلت دے دو میں دراہم کی تعداد بڑھا دوں گا اور دائن نے اس کو قبول کر لیا تو یہ زیادتی سود ہے۔
(النتف فی الفتاوی، صفحہ485، مطبوعہ مؤسسة الرسالہ بیروت)

مالی جرمانہ اسلام میں منسوخ ہو چکا ہے چنانچہ ردالمحتار میں ہے: ”التعزیر بالمال کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ و الحاصل ان المذھب عدم التعزیر باخذ المال“ یعنی: مالی جرمانہ اسلام کے ابتدائی دور میں تھا، پھر منسوخ ہو گیا اور حاصل یہ ہے کہ مذہب کی رُو سے مالی جرمانہ نہیں لیا جا سکتا۔
(ردالمحتار، جلد6، صفحہ98، مطبوعہ دارالمعرفة، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں: ”مالی جرمانہ منسوخ ہو گیا اور منسوخ پر عمل حرام ہے۔“
(فتاوی رضویه، جلد21، صفحه273، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

سودی معاہدہ کرنے سے متعلق امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سودی دستاویز لکھنا سود کا معاہدہ کرنا ہے اور وہ بھی حرام ہے۔۔۔ جب اس کا تمسک لکھنا موجبِ لعنت اور سود کھانے کے برابر ہے تو خود اس کا معاہدہ کرنا کس درجہ خبیث وبدتر ہے۔“

(فتاوی رضویہ، جلد06، صفحہ546، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاھور)

امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ **دستاویز میں سود تحریر کرانا اگرچہ اس کے لئے نیت نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟** تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: **”نادرست کہ جھوٹی تہمتِ گناہ اپنے اوپر لگانی ہے۔“**

(فتاوی رضویہ، جلد17، صفحہ322، مطبوعہ رضافاونڈیشن لاہور)

مفتی حبیب اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ باغات لگانے کے سلسلے میں گورنمنٹ کی امدادی اسکیم یہ ہے کہ رقم باغ لگانے والے کو دی جاتی ہے اور پانچ فیصدی سود اس پر لکھ لیا جاتا ہے۔ مدت مقررہ میں بالاقساط اصل رقم وصول کرلی جاتی ہے اور سود نہیں لیا جاتا ہے بلکہ یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ جو کچھ سود ہوا یہ بطور امداد کے تمہیں معاف کردیا گیا۔ شرعاً ایسا قرضہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ یہ یقینی ہے کہ سود نہیں لیا جائے گا بلکہ معاف کردیا جائے گا۔ صرف دستاویز میں ذکر آجاتا ہے اور اس کو امداد کے نام سے کاغذات میں درج کیا جاتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: **”اس طرح کا قرض ہرگز نہ لیا جائے جس میں سود کی شرح لکھی جاتی ہو اور بعد میں سود کی رقم کو معاف کردیا جائے یا اس کو بطور امداد بحق رعایا کاغذات میں درج کردیا جائے۔۔۔ ان دونوں باتوں کو عملاً کاغذات میں تسلیم کرنا یا اس پر رضامندی کا اظہار کرنا، جائز نہیں۔ حدیثِ صحیح میں سود کھانے والے، دینے والے اور سود کے کاغذ لکھنے والے پر لعنت وارد ہوئی ہے۔“**

(حبیب الفتاوی، جلد3، صفحہ381، مطبوعہ شبیر برادرز، ملتقطا)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

27صفر المظفر 1447ھ/22اگست 2025ء

نوٹ: مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت اور مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ اور مرکز الاقتصاد الاسلامی کے فیس بک پیج islamicEconomicsCentre سے کی جاسکتی ہے۔

دارالافتاء اہل سنت ویب سائٹ www.fatwaqa.com | مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ www.iecdawateislami.com

ایڈریس: فیضان پلاٹ نزد حنفیہ مجاہدین مسجد متصل عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ

Email:appointment@iecdawateislami.com